ریاستی و معاشرتی استحکام کے لئے احتساب کی ناگزیریت

(اسلامی اصولوں کی روشنی میں اس کا دائرہ اختیار)

The indispensability of accountability for state and social stability

☆ڈاکٹر محمد تاج الدین

☆☆ ڈاکٹر غلام حسین

ABSTRACT

The present article attaches great importance to the creation of an autonomous and constitutional bureau. To run the business of a state, a lot of institutes are set up. The creation of an audit-cum-accountability department is of crucial importance so that it may ensure the smooth functioning of every organ of the body politic by keeping check and balance. In accordance with the Scriptural ordinance to enjoin the doing of what is reputable and forbid the doing of what is disreputable, it helps a government to abolish corruption as well as purge the society of religious, social, political and moral flaws. God’s Prophets, the best of creation, fought uncompromisingly on these fronts. It goes without saying that at present our homeland is plagued by all types of evils, especially the menace of corruption which is eating into our vitals and boring deep into us. The need of the hour is to rise above tribal, racial and religious affiliations and develop a legal structure which will ensure equity in social fabric and make an end of embezzlement of resources at individuals’ disposal. There are persistent offenders in every society who do not quit their mischief-making if they are not subjected to penalty. Last but not least, the institute of accountability must not be used for political point scoring and persecuting rivals.

Keywords: accountability, corruption, evils.

محتسب اور احتساب کا تصور درحقیقت اسلامی تصور ہے۔ جسے عربی میں ’الحسبة‘ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تاریخ اسلام کے ہر دور میں محتسب کی افادیت و اہمیت کو کسی نہ کسی صورت میں تسلیم کیا گیا ہے۔ مسلم مفکرین نے اسلامی ریاست کے لئے حسبہ کو ضروری قرار دیا ہے۔ چنانچہ عدل و انصاف اور قانون و معیشت کے لئے جہاں ریاست کا قیام

☆ پی۔ایچ۔ڈی اسکالر، یونیورسٹی آف لاہور

☆☆ ایلیمنٹری ٹیچر، دلیکے مہار، بصیرپور (اوکاڑہ)

ضروری ہے وہاں معاشرتی فلاح وبہبود کے لئے محتسب کے ادارے کا قیام بھی ضروری ہے۔ محتسب کی تعریف، حیثیت، شرائط وکردار اور فرائض واختیارات کے بارے میں تفصیلات جن کتب میں سب سے زیادہ ملتی ہیں ان میں سر فہرست الاحکام السلطانیہ کے نام سے دو کتب ہیں۔ ان میں سے زیادہ معروف کتاب ائمہ شوافع میں سے عظیم فقیہ ابو الحسن الماوردی کی تصنیف ہے، اور اسی نام سے دوسری کتاب حنبلی امام قاضی ابو یعلیٰ الفراء کی ہے، دونوں کتب چھٹی صدی ہجری کی ہیں۔ امام ماوردی کی الاحکام السلطانیہ کے آخری باب میں الحسبہ کے حوالے سے تفصیلات درج ہیں۔

علاوہ ازیں عالم اسلام کے عظیم فلسفی اور مفکر امام غزالیؒ نے اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں ربع العبادات کے حصہ دوم کی کتاب نہم میں محتسب اور احتساب سے متعلق تقریباً وہی امور بیان کیے ہیں جن کا ذکر الاحکام السلطانیہ میں ہے۔ احتساب کے بارے میں ابن جوزی کی منہاج القاصدین، شہاب الدین ابو عبید یعقوب حموی کی معرکۃ الآراء کتاب 'ارشاد الاریب فی معرفۃ الادیب' جو کہ معجم الادباء کے نما سے معروف ہے، سید علی ہمدانی کی ذخیرۃ الملوک بھی بنیادی مآخذ شمار ہوتے ہیں۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ صانع ازل کے عطا کردہ نظام زندگی کے اصول وضوابط ہی کسی بھی انسانی معاشرے کے فلاح وبہبود کے ضامن ہیں۔ امت مسلمہ کے دینی فرائض میں سے ہے کہ دنیا وآخرت کے اعتبار سے انسانوں کی بھلائی جو بھی اچھے کام نظر آئیں، مخلوق خدا کو اس کا درس دے اور اس کی مخالف سمت چلنے سے ان کو روکے۔

احتساب اور حسبہ کا مفہوم:

قرآن حکیم کی رو سے حساب کے معنی اعمال اور حساب کتاب کے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾(۱)

"بے شک اللہ حساب میں جلدی فرمانے والا ہےo"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ﴾(۲)

"میں تو یقین رکھتا تھا کہ میں اپنے حساب کو (آسان) پانے والا ہوںo"

تیسرے مقام پر اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ﴾(۱)

(۱)سورۃ آل عمران،۳/۱۹۹

(۲)سورۃ الحاقۃ، ۶۹/ ۲۰

"اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہےo"

قانونی لحاظ سے الحسبہ سے مراد وہ ادارہ Institute ہے جو احتساب کے فریضہ کو بہ حسن و خوبی انجام دے۔ائمہ نے احتساب کے حوالے سے لکھا ہے:

''والاحتساب فِي الْأَعْمَال الصَّالِحَة، وَعند المكروهات هُوَ البدار إِلَى طلب الْأجر وتحصيله بِالتَّسْلِيمِ وَالصَّبْر أَو بِاسْتِعْمَال أَنْوَاع الْبر وَالْقِيَام بهَا على الْوَجْه المرسوم فِيهَا طلبا للثَّواب المرجو مِنْهَا''(۲)

"احتساب نیک اعمال میں اور ناپسندیدہ امور کے وقت اجر کے حصول کی طرف جلدی کرنے کا نام ہے اور اس کا حصول تسلیم و رضا اور صبر یا اس سے مطلوب اجر و ثواب کے حصول کی خاطر نیکی کے مختلف طریقوں پر چلنے اور ان پر مناسب طریقے سے مداومت کرنے سے ممکن ہے۔"

امام ماوردی[۳] اور قاضی ابو یعلی الفراء[۴] نے "الحسبہ" کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضمن میں بیان کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

''والحسبة، هِيَ أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ، إِذَا ظَهَرَ تَرَكَهُ، وَنَهْيٌ عن المنكر إذا ظهر فعله''

"حسبہ سے مراد اچھائی کا حکم دینا ہے جب اسے سرعام ترک کر دیا جاۓ اور برائی سے روکتا ہے جب لوگ کھلے عام اس کا ارتکاب کرنے لگیں۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے کوئی مسلمان بھی مستثنیٰ نہیں۔ مسلم معاشرے کے ہر فرد کا فرض ہے کہ کلمہ حق کہے، نیکی اور بھلائی کی حمایت کرے اور معاشرے یا مملکت میں جہاں بھی غلط اور ناروا کام ہوتے نظر آئیں ان کو روکنے میں اپنی ممکن حد تک پوری کوشش صرف کر دے۔ ارشاد فرمایا گیا:

---

(۱)سورۃ الحاقۃ، ۶۹/۲۶

(۲)ا۔عینی، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد،(۱۹۷۹ء)، عمدۃ القاری، دار الفکر، بیروت، لبنان۔ج۸،ص۲۶

۲۔ابن اثیر، ابو السعادات مبارک بن محمد،(۱۳۹۹ھ)، النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، المکتبہ العلمیہ، بیروت، لبنان۔ج۱ص۳۸۲

(۳)ماوردی، اَبو الحسن علی بن محمد،(۱۹۹۹ء)، الاحکام السلطانیہ في الولایۃ الدینیۃ، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان۔ص ۳۹۱

(۴)الفراء، القاضی اَبو یعلی، محمد بن الحسین بن محمد،(۱۴۲۱ھ)، الاحکام السلطانیہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔ص ۲۸۴

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾(۱)

"اور اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔"

امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ کسی دائرہ تک محدود نہیں اور نہ ہی یہ کسی خاص گروہ کا فریضہ ہے بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس پر عامل ہو۔(۲)

مفتی محمد عبدہ نے واضح طور پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو بلا تخصیص سب مسلمانوں کے لئے لازمی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "تواصوا" کے معنی بھی امر و نہی کے ہیں۔(۳)

امام غزالیؒ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو واجب اور ایک حد تک فرض کفایہ بتایا ہے۔(۴)

فقہاء اسلام کے نزدیک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عام مسلمانوں پر حسب استطاعت واجب ہے اس کی دلیل حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

"وإذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم"(۵)

"جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے اپنی استطاعت کے مطابق پورا کرو۔"

اولی الامر کے فرائض منصبی کے بارے علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

"وهذا واجب على كل مسلم قادر، وهو فرض على الكفاية ويصير فرض عين على القادر الذي لم يقم به غيره"(۶)

---

(۱) سورۃ التوبہ، ۹/ ۷۱

(۲) رازی، محمد بن عمر بن حسن بن حسین، (۲۰۰۰ء)، التفسیر الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ ج۳، ص۲۷

(۳) محمد عبدہ، محمد رشید بن علی رضا بن محمد، (۱۹۹۰ء)، تفسیر المنار، الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، مصر۔ ج۴، ص۲۳

(۴) غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، (س۔ن)، إحیاء علوم الدین، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان۔ ج۲، ص۳۰۳

(۵) ۱۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، (۱۹۸۷ء)، الصحیح، دار القلم، بیروت، لبنان۔ ج۶، ص۲۶۵۸، رقم ۶۸۵۸
۲۔ مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج، (س۔ن)، الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ ج۲، ص۹۷۵

(۶) ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، (س۔ن)، الحسبہ فی الاسلام، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ ص ۱۱

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ہر صاحب قدرت مسلمان پر واجب ہے اور یہ فرض کفایہ کے درجہ میں ہے اور صاحب قدرت کے لئے یہ فرض عین ہے بشرطیکہ اس کے سوا کوئی دوسرا شخص یہ فریضہ ادا نہ کر رہا ہو۔"

بھلائی پر کاربند ہونا اور برائیوں سے اجتناب معاشرے کے قیام و استحکام کی بنیاد ہے۔ خیر البشر انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت بھی اسی مقصد کے لئے ہوتی رہی۔ جہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ احتساب کی صورت میں ادا نہ ہو رہا ہو تو اس سے دین اور ریاست کی قوت منتشر ہو جاتی ہے۔ لوگ من مانیاں کرتے ہیں نتیجتاً معاشرے کے کرپٹ اور بد عنوان لوگ لوٹ مار کے ذریعہ ناجائز دولت اکٹھی کرتے ہیں اور غریب و کمزور لوگ مصیبت کی جال میں پھنستے چلے جاتے ہیں یوں پورا معاشرہ شر و فساد کا مرقع بن جاتا ہے۔

امام غزالیؒ نے أمر بالمعروف ونهي عن المنكر کے لئے هو قطب الأعظم في الدين کے الفاظ لکھے ہیں اور تصریح فرما دی ہے کہ امر بالمعروف سے مراد وہ امور ہیں جنہیں شرح اسلام نے جائز کہا ہے اور نہی عن المنکر وہ کہ جن کے نہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔(۱)

چھٹی صدی ہجری کے نامور مصلح ابن جوزی نے بھی یہی تعریف بیان کرتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو دین کا مرکزی ستون قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ وہ اہم مقصود ہے جس کے لئے انبیاء کرام مبعوث کے گئے۔(۲)

دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے:

"الحسبہ: ایک اصطلاح، جس کا مقصد ایک طرف تو یہ ہے کہ ہر مسلمان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دے اور دوسری طرف اس شخص کے فرائض کے معنوں میں آتا ہے جو کسی شہر میں عوام کے اخلاق کی نگرانی کے لئے سرکاری طور پر مقرر کیا جاتا ہے۔ ایسے اہلکار کو محتسب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔"(۳)

(۱) غزالی، احیاء علوم الدین ج، ۲، ص۳۰۲

(۲) ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمن بن علی،(۱۹۸۹ء)، منہاج القاصدین ومفید الطالبین، المنصورة، مكتبة فياض، مصر۔ ص۳۷۱

(۳) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، جامعہ پنجاب، ج۸ص ۱۸۷

شرعی امور کی نگرانی میں محتسب کی اہمیت مسلمہ ہے۔ یعنی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فقہاء و ماہرین قانونی اسلامی نے محتسب کی تعریف شرعی امور کی نگرانی کے طور پر کی ہے۔ جسے مسلم حکومت کا سربراہ اس عہدے پر فائز کرتا تھا ایک انگریز مصنف نے لکھا ہے:

"The Public censor of religion and Morals who is appointed by a Muslim ruler to punish Muslims for neglecting the rites of their religion."(1)

"مذہب اور اخلاقی معاملات میں عوام کی نگرانی کرنے والا جس کی تقرری مسلم سربراہ مملکت کے حکم سے عمل میں لائی جاتی تھی اور مسلمانوں کو دینی شعائر سے پہلو تہی پر سزا دیتا تھا۔"

احتساب اور عدل کا باہمی تعلق

احتساب کا عدل سے گہرا تعلق ہے۔ احتساب عدل ہی کی ایک شاخ ہے۔ امر بالمعروف و نہی المنکر، عدل و انصاف اخلاق اور احتساب کی تمام کڑیاں باہم مربوط ہیں۔ کسی بھی اسلامی مملکت میں قائم ہونے والے اجتماعی اداروں میں "حسبہ" کی اہمیت و افادیت مسلم رہی ہے۔ امام ماوردی اور امام ابو یعلی الفراء نے اسلامی ریاست کے حکمرانوں کے لئے شرائط اور ضوابط پر جو ابواب قائم ہیں ان میں ایک باب احکام الحسبہ ہے اسی باب میں احتساب اور محتسب کی تفصیلات درج ہیں۔(۲)

معاشرتی اور اخلاقی برائیوں کے سدباب کے لئے الحسبہ ایک مکمل نظام ہے، ائمہ اسلام جیسے۔ امام غزالی (احیاء علوم الدین، باب وجوب الامر بالمعروف)(۳)، امام شیرازی(۴)، ابن الاخوۃ(۵)، ابن خلدون(۶) اور ابن قیم(۷) وغیرہ کے بیان کردہ تفصیلات پہ غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے حسبہ کے مکمل نفاذ سے معاشرتی برائیوں کا خاتمہ ممکن ہے۔

---

(1) Patrick Huges Thomas, (1964), A Dictionary of Islam, P 418. Lahore

(۲) ۱۔ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص ۳۹۱
۲۔الفراء، الاحکام السلطانیہ۔ص ۲۸۴

(۳) غزالی، احیاء علوم الدین، ج۲، ص ۲۱۱

(۴) الشیرازی، عبدالرحم بن نصر، (۱۹۴۶ء)، نہایۃ الرتبہ فی احکام الحسبۃ، قاہرہ، مصر۔ ص ۶

(۵) ابن الأخوۃ، محمد بن محمد بن احمد، (۱۹۳۸ء)، معالم القربۃ فی احکام الحسبۃ، قاہرہ، مصر۔ ص ۷

(۶) ابن خلدون، عبدالرحمن بن، مقدمہ ابن خلدون، (۱۹۸۴ء)، دارالقلم، بیروت، لبنان۔ ص ۲۲۵

(۷) ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، (۱۹۸۳ء)، الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ، مطبع السنۃ المحمدیہ، قاہرہ۔ ص ۲۳۸

مسلم ماہرینِ قانون اور فقہاء کرام نے الحسبہ اور احتساب کے شعبہ کے بارے میں جو علمی بحث کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرتی بدعنوانیاں اور کرپشن کا خاتمہ احتساب کے ذریعہ اس وقت ہونا ممکن ہے جب محتسب کا فیصلہ ذاتی پسند و ناپسند اور ذاتی و دنیاوی مفادات کو ترجیح دینے کی بجائے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ لہٰذا جو شخص دنیوی انعام و اکرام سے بے نیاز ہو کر نہایت بے خوفی اور جرات و ایثار سے خالصتاً رضائے الٰہی کے لئے فیصلہ کرے تو تب ہی معاشرہ برائیوں سے پاک ہو سکتا ہے۔

۱۔ قاضی ضیاء الدین سنامی لکھتے ہیں:

''الْحِسْبَة فِي الشَّرِيعَة عَام تتنَاوَل كل مَشْرُوع يفعل لله تَعَالَيكا لآذان وَالْإِقَامَة وَآدَاء الشَّهَادَة مَعَ كَثْرَة تعدادها وَلِهَذَا قيل الْقَضَاء بَاب من أَبْوَاب الْحِسْبَة وَقيل الْقَضَاء جُزْء من أجزاء الاحتساب وَفِي الْعرف مُخْتَص بِأُمُور''(۱)

"ریاستی اورشرعی قوانین کا مقصد شہریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ ہوتا ہے جن کے ذریعہ اخلاق عامہ اور مفاد عامہ کی بہتر نگہداشت کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامی ماہرین قوانین نے عوام کی اصلاح کے لئے حسب ضرورت احتساب کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کیا ہے۔"

۲۔ حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب کشف الظنون میں "الحسبہ" کے ذکر میں احتساب کے مقاصد اور ضرورت کو بیان کرتے ہوئے لکھاہے:

''وعن سياسة العباد، بنهي المنكر، وأمر المعروف. بحيث لا يؤدي إلى مشاجرات، وتفاخر بين العباد، بحسب ما رآه الخليفة من الزجر والمنع. ومباديه بعضها فقهي، وبعضها أمور استحسانية، ناشئة من رأى الخليفة. والغرض منه تحصيل الملكة في تلك الأمور''(۲)

"بندوں کے لئے سیاست میں ان کے لئے بقدر ضرورت زجر و توبیخ برائیوں سے منع کرنا اور اچھائیں کا حکم دینا بھی شامل ہے تاکہ ان کے درمیان تنازعات اور فخر و مباہات پیدا نہ ہوں اور نہ وہ ایک دوسرے سے بلاوجہ تجاوز کرنے کی کوشش کریں۔ یہ حکومت کی صوابدید ہے کہ لوگوں کو باز رکھنے کے لئے کون سے مناسب طریقے استعمال کئے جائیں۔ اس کے بعض بنیادی اصول و قواعد توفقہی ہیں

(۱)عمر بن محمد بن عوض السَّنَامی،(۱۹۸۶ء)،نصاب الاحتساب، مکتبہ الطالب، مکۃ المکرمۃ،السعودیۃ۔ص۸۳-۸۴

(۲)حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبد اللہ،(۱۴۱۳ھ)، کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون،دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ج ۱ ص ۱۵

اور بعض مبنی بر احسان جن کے بارے میں حکومت ہی فیصلہ کرنے کی مجاز ہے اور اس کا مقصد شہریوں کے امور کو بہتر طور پر چلانا ہے۔"

اسلامی تعلیمات کا نچوڑ بھی یہی ہے کہ لوگ معروف اور منکر کے قواعد کے پابند ہوں۔ وہ کذب و افتراء، رشوت و سفارش، ملاوٹ و ہیرا پھیری اور ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی کے اجتناب کریں۔

۳۔ اخلاق محسنی کے مصنف ملاحسین واعظ کاشفی کے نزدیک مسلمانوں کے لئے شرعی قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے کا ضامن "الحسبہ" کا وجود ہے۔ وہ لکھتے ہیں: محتسب کا وجود اس امر کا ضامن ہے کہ عوام اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں۔(۱)

۴۔ "الحسبة" کے بارے میں ماضی قریب کے ایک محقق محمد المبارک نے مختصر اور جامع تعریف کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"هي رقابة ادارية تقوم بها الدولة عن طريق موظفين خاصين على نشاط الأفراد في مجال الأخلاق والدين والإقتصاد أي في مجال الإجتماعي بوجه عام تحقيقا للعدل والفضيلة وفقها للمبادي المقررة في الشرع الاسلامي وللاعراف المألوفة في كل بيئة وزمن"(۲)

"الحسبہ اور احتساب ایک نگران ادارہ ہے جو حکومت قائم کرتی ہے۔ اور اسے اس کے خاص ملازمین چلاتے ہیں اس کا مقصد اخلاق، مذہب اور اقتصادیات کے دائرے میں افراد کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا ہے یعنی ان کی عام اجتماعی سرگرمیوں کی نگہداشت ہو۔ تاکہ عدل و انصاف اور اقتدار اعلیٰ کو بروئے عمل لایا جا سکے اور اس معاملے میں شریعت اسلامی اور مختلف زمانوں اور علاقوں میں جو معروف اور پسندیدہ طریقے مروج ہیں انکی روشنی میں اس اہم کام کو سر انجام دیا جاسکے۔"

بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ادارہ احتساب کے قیام کامقصد افراد کی اجتماعی سرگرمیوں کی نگہداشت اورعدل و انصاف قائم کرنا ہے۔ جبکہ الحسبہ سے پہلوتہی سے معاشرتی نظم و ضبط اور اس عامہ میں خلل واقع ہوتا ہے نتیجتاً معاشرہ میں فسادات اور بے راہروی، کرپشن و بدعنوانی کا راج ہوتا ہے۔

---

(۱)کاشفی، حسین واعظ،(۱۳۰۸ھ)،اخلاق محسنی، طبع میر زاد ابراہیم تاجر شیرازی، ممبئی۔ص ۱۵۹

(۲)محمد المبارک،(۱۹۶۷ء)،الدولة ونظام الحسبة عند ابن تيمية، دار الفکر، دمشق، شام۔ص ۷۴

ادارہ احتساب کے قیام کی ضرورت

تاریخ اسلام کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتاہے کہ اسلامی ریاست کی مرکزی کابینہ، چار وزارتوں وزارت عظمی، وزارت عدل وانصاف، وزارت مظالم اور وزارت حسبہ پر مشتمل ہوا کرتی تھیں۔ یعنی حکومت کے مرکزی ارکان میں سے چوتھا اہم رکن وزارت حسبہ کا ہوا کرتا تھا۔ اسلامی اَدوار میں محکمہ احتساب ایک دینی و مذہبی شعبہ تھا، اس منصب کے لیے مناسب ذمہ دار کا انتخاب خلیفہ المسلمین کی ذمہ داری تھی۔محتسب کے فرائض میں واجبی تعزیرو تادیب شامل تھی۔ محتسب اس بات کا انتظا نہ کرتا تھا کہ جھگڑے اسکے سامنے بطور مقدمہ لائے جائیں بلکہ خود سے قابل احتساب امور کی نگرانی کرتا تھا۔ سارے دعووں کی سماعت اسکی ذمہ داری نہ تھی تاہم معاشی لین دین اور کاروباری میدان میں غلط کاریوں کا انسداد اسی کے ذمہ تھا۔ نادہندگان اور لے لوٹ افرادسے وصولیابی بھی محتسب کی ذمہ داری تھی ۔ایسے تمام اختیارات محتسب کے دائرہ اختیار میں تھے جن میں شہادت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ گویا محتسب کے ہاتھ میں ایسے معاملات دیے جاتے جو کثیر الوقوع اور سہل الفیصلہ ہوتے اور قاضی کو ان سے سبکدوش رکھا جاتا۔

احتساب کا ادارہ در حقیقت ایک عدالتی ادارہ ہے لیکن احتساب اور عدالتی نظام میں فرق بھی ہے۔ امام ماوردی نے لکھا ہے:

"فأمَّا ما بينهما وبين القضاء فهي موافقة لأحكام القضاء من وجهين، ومقصورة عنه من وجهين، وزائدة عليه من وجهين"(۱)

"ادارہ احتساب دو باتوں میں محکمہ قضاء کے مساوی ہے اور دو میں کم جب کہ دو میں اسے تفوق حاصل ہے۔"

اپنے کام اور دائرہ اختیارات کے اعتبار سے محتسب اور قاضی بھی دو مختلف عہدے رکھنے کے باوجود معاملات احتساب میں ایک دوسرے کے بالکل قریب قریب دکھائی دیتے ہیں۔ دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے۔

وہ منصف (جج) جسے شریعت اسلامیہ کے نظریے کے مطابق ان تمام مقدمات کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے جن پہ دیوانی یا فوجداری قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔ تاہم عملی طور پہ تمام مشرقی اسلامی ممالک میں زمانہ قدیم

---

(۱)ماوردی،الاحکام السلطانیہ، ص ۲۳۲، ابو یعلی، الاحکام السلطانیہ، ص ۲۲۹

سے قانونی نظم و نسق کے دو طریقے چلے آتے ہیں جو کسی حد تک بجا طور پر 'دینی' اور ' دنیوی' کے نام سے ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ فقط وہ امور جن کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا دین سے گہرا تعلق ہے (مثلا ازدواجی تعلقات یا وارثت سے متعلق مقدمات یا خیرات و مبرات و اوقاف سے متعلق قانونی مسائل وغیرہ) قاضی کے پاس قانون شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کے لئے لائے جاتے ہیں، باقی تمام معاملات مشرق میں مقبول عام رائے کے مطابق حکام کے انتظامی حلقہ اختیار میں آتے ہیں۔(۱)

کسی قوم کی بقاء اور ترقی کے لئے ایک طرف عدل و انصاف کے مقتضیات ضروری ہیں تو دوسری طرف روحانی اور اخلاقی اساسات بھی لازمی ہیں۔ تعلیمات اسلام کی رو سے معروف میں حسن خلق شامل ہے۔ انسانوں کے ساتھ جو نیکیاں اخلاق کا حصہ ہیں ان میں عدل و انصاف، مساوات، ظلم سے اجتناب جانبداری سے احتراز، افراط و تفریط سے بچنا اور ہر کسی کو اس کا جائز حق دینا اور دلانا وغیرہ شامل ہیں ان میں سے بہتر امور ہمیشہ فریضہ احتساب میں داخل رہے۔ زوال پذیر معاشرے کو مزید ذلت سے بچانے کا واحد راستہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قرآنی اصول پر سختی سے عمل کرنا ہے جس کی ایک صورت احتساب ہے۔

قرآن حکیم اور احادیث نبوی میں جا بجا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید سے اسلام میں احتساب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم سے انسانی خسارے سے چھٹکارے کا راستہ بھی بتایا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ○ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ○ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾(۲)

”زمانہ کی قسم (جس کی گردش انسانی حالات پر گواہ ہے) ○ بے شک انسان خسارے میں ہے (کہ وہ عمرِ عزیز گنوا رہا ہے) ○ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور (معاشرے میں) ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور (تبلیغِ حق کے نتیجے میں پیش آمدہ مصائب و آلام میں) باہم صبر کی تاکید کرتے رہے○“

(۱)اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۶،ص ۴۲

(۲)سورۃ العصر،۱۰۳/۱–۳

۱۔حضور نبی اکرم ﷺ اولین محتسب تھے آپ ﷺ نے اپنے قول و عمل سے اس کی اہمیت کو اجاگر فرمایا: آپ ﷺ نے حاکم و ریاست مدینہ کی حیثیت سے میثاق مدینہ کی صورت سے ریاست کا جو پہلا دستور عطا فرمایا وہ اس امر کا بین ثبوت ہے۔(۱)

۲۔سیدنا صدیق اکبر کے دور خلافت میں احتساب کی ذمہ داری ہر علاقے کے حکمران پر عائد کی گئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جو ایسا حاکم مقرر کرے جو رعایا کے حقوق کی حفاظت نہ کرسکے تو ایسے مقتدر اعلی پر خدا کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ ایسے حاکم کو جہنم میں جھونک دے گا چاہے وہ فرائض و نوافل ادا کرتا ہو۔"(۲)

۳۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں خود ہی محتسب تھے۔ لیکن خلافت کو بے پناہ مصروفیات کے باعث آپ نے نائب محتسب کا تقرر بھی فرمایا تھا جیسے عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود الہذلی اور حضرت سائب بن یزید۔(۳)

امام ماوردی اور قاضی ابو یعلی کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جا بجا محتسب مقرر فرمائے، مختلف صوبوں اور علاقوں کے دورے اور صوبائی و ضلعی محتسبوں کی نگرانی کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی احتساب کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔(۴)

۴۔ عہد عثمانی اور عہد علوی میں حضرت عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود محتسب کا کردار ادا کیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خود محتسب کا کردار ادا کیا۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مظلوم کو خود دلانے کا اعلان کیا تھا۔(۵)

---

(۱)۱۔ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک حمیری،(۱۴۱۱ھ)،السیرۃ النبویۃ، دار الجیل، بیروت، لبنان۔ج۳،ص۳۱-۳۵

۲۔ابن سلام، ابی عبدالقاسم بن سلام،(۱۹۸۸ء)، کتاب الأموال، دار الفکر، بیروت، لبنان۔ص۲۶۰-۲۶۶، رقم:۵۱۸

۳۔ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام،(۱۹۹۷ء)، أحکام أہل الذمۃ، دار ابن حزم، بیروت، لبنان۔ج۳،ص۱۴۰۴-۱۴۰۸

(۲)سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر،(۱۴۲۵ھ)، تاریخ الخلفاء، مکتبہ نزار مصطفی، مکۃ المکرمۃ۔ص ۸۹

(۳)۱۔ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ،(۱۴۱۲ھ)، الاستیعاب، دار الجیل، بیروت، لبنان۔ج ۲، ص ۵۷۶

۲۔ علاء الدین علی متقی، (۱۹۷۹ء)، کنز العمال، مؤسسہ الرسالۃ، بیروت، لبنان۔ج ۳، ص ۱۷۶

(۴)ماوردی، الأحکام السلطانیہ، ص۳۶۱۔وابو یعلی، الأحکام السلطانیہ، ص۲۹۶

(۵)مفتاحی، ظفیر الدین، (س۔ن)، اسلام کا نظام امن، اعظم گڑھ، انڈیا۔ص ۱۰۳

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی خلیفہ المسلمین ہونے کے ساتھ ساتھ محتسب اعلی کی حیثیت سے عمال کے اعمال اور افعال کا خود احتساب فرمایا چنانچہ منذر بن جارود والی اصطحر کو فرائض منصبی سے غفلت برتنے پر عہدے سے بر طرف کرنا اسی سلسلے کی کڑی ہے۔(۱)

۵۔ دور خلافت راشدہ کے بعد بھی اسلام کے ہر دور حکومت میں احتساب کا محکمہ قائم رہا اموی دور کے بعد عباسی دور حکومت میں الحسبہ کا ادارہ قائم ہوا۔ ابن خلدون کے مطابق عباسی دور میں محمد بن زکریا یمنی کو بغداد کا محتسب مقرر کیا گیا تھا۔

''وكان أبو عبد الله الحسين بن محمد بن زكريا المعروف بالمحتسب وكان محتسبا بالبصرة''(۲)

چنانچہ عباسی دور حکومت (۱۳۲ھ۔ ۶۵۶ھ) نظام احتساب مستحکم سے مستحکم ہوتا گیا۔ امام مقری نے لکھا ہے:

''اندلس میں منذر بن سعید اپنے احکام میں بڑے متشدد تھے اور قوانین احتساب کے اجراء و نفاذ میں مطلق نرمی کے روا دار نہ تھے۔ اقامت احکام میں کوئی ان کا ثانی نہ تھا۔ احتساب میں خلیفہ تک کو نہ چھوڑتے تھے۔''(۳)

بعد کے اسلامی ادوار بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں جتنا عرصہ مسلمان حکمران رہے احتساب کے سراغ ملتا ہے۔

امام ماوردی کے نزدیک محتسب کے اختیارات

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ بعض اعتبار سے انفرادی ہے اور بعض اعتبار سے اجتماعی۔ ریاست و حکومت کی طرف سے معاشرہ کو کرپشن اور بدعنوانی سے پاک کرنے کے لئے جس ادارے اور شخص پر یہ ذمہ داری عائد کی جاتی ہے اس کے لئے اسے ادا کرنا فرض عین کا درجہ رکھتی ہے جبکہ عام آدمی کے لئے فرض کفایہ ہے۔ ایک مقرر کردہ محتسب اور عام آدمی کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی کی حیثیت کو اسلامی ماہر قانون امام ابو الحسن ماوردی نے ۹ امتیازات کے ساتھ واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

---

(۱)یعقوبی، أحمد بن أبي یعقوب بن جعفر،(۱۳۷۹ھ)، تاریخ الیعقوبی، مکتبہ دار صادر، بیروت، لبنان۔ ج ۲، ص ۲۴۰

(۲)ابن خلدون، عبدالرحمن بن خلدون،(۱۹۸۴ء)، تاریخ ابن خلدون، دار القلم، بیروت، لبنان۔ ج۳۔ ص۴۵۱

(۳)تلمسانی،شہاب الدین أحمد بن محمد،(۱۹۹۷ء)،نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب، دار صادر، بیروت، لبنان۔ ج ۲، ص ۱۶

١. إنَّ فرضه متعيّن على المحتسب بحكم الولاية، وفرضه على غيره داخل في فروض الكفاية.(١)

محتسب پر احتساب کا کام بحیثیت عہدہ حکومت کی طرف سے فرض ہے اور دوسروں (عام مسلمانوں)پر فرض کفایہ۔

٢. إنَّ قيام المحتسب به من حقوق تصرفه الذي لا يجوز أن يتشاغل عنه، وقيام المتطوع به من نوافل عمله الذي يجوز أن يتشاغل عنه بغيره.(٢)

محتسب پر یہ ایسا حق ہے جس سے تغافل جائز نہیں اور متطوع کے لئے از قبیل نوافل ثواب والا کام ہے کہ اس کے لئے دیگر امور میں بھی مشغولیت رواہ ہے۔

٣. إنَّه منصوب للاستعداء إليه فيما يجب إنكاؤه، وليس المتطوع منصوبًا للاستعداء. (٣)

محتسب کو اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس سے منکرات کی شکایت کی جائے اور متطوع اس کے لئے نہیں ہوتا۔

٤.إنَّ على المحتسب إجابة من استعداه، وليس على المتطوع إجابته.(٤)

محتسب پر شکایت کنندہ کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔متطوع پر ضروری نہیں۔

٥. إنَّ عليه أن يبحث عن المنكرات الظاهرة؛ ليصل إلى إنكارها، ويفحص عَمَّا ترك من المعروف الظاهر؛ ليأمر بإقامته، وليس على غيره من المتطوعة بحث ولا فحص. (٥)

محتسب کے لئے ضروری ہے کہ نیک و بد کام کی تفتیش و تحقیق کرتا رہے تاکہ برے کام ختم کر دے۔اور لوگوں کو نیک کاموں پر پابند کرے اور متطوع کی یہ ذمہ داری۔

---

(1) ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص ۳۴۹-۳۵۰، ابو یعلی الفراء،الاحکام السلطانیہ، ص ۲۸۴-۲۸۵

(۲) أیضا

(۳) أیضا

(۴) أیضا

(۵) أیضا

٦. إنَّ له أن يتخذ على إنكاره أعوانًا؛ لأنه عمل هو له منصوب وإليه مندوب؛ ليكون له أقهر وعليه أقدر، وليس للمتطوع أن يندب لذلك أعوانًا.(١)

محتسب منکرات کی روک تھام کے لئے پولیس طلب کر سکتا ہے اور متطوع نہیں کر سکتا۔

٧. إنَّ له أن يعزِّر في المنكرات الظاهرة لا يتجاوز إلى الحدود، وليس للمتطوع أن يعزر على منكر.(٢)

محتسب منکرات پر حدود سے کم سزا دے سکتا ہے متطوع نہیں دے سکتا۔

٨. أن له أن يرتزق على حسبته من بيت المال، ولا يجوز للمتطوع أن يرتزق على إنكار منكر.(٣)

محتسب کو بیت المال منصب احتساب کی تنخواہ دی جاسکتی ہے اور متطوع کو تنخواہ دینا جائز نہیں۔

٩. إنَّ له اجتهاد رأيه فيما تعلق بالعرف دون الشرع؛ كالمقاعد في الأسواق وإخراج الأجنحة فيه، فيقر وينكر من ذلك ما أدَّاه اجتهاده إليه، وليس هذا للمتطوع.(٤)

جن امور کا تعلق عرف سے ہے، شریعت سے نہیں، محتسب ان میں اجتہاد رائے سے کام کر سکتا ہے، مثلا بازاروں میں بیٹھنے کی جگہیں اور چھجے بنانا کہ اگر مناسب ہو تو باقی رکھے ورنہ روک دے اور متطوع کو یہ اختیار نہیں ہے۔

۱۰۔ محتسب کا باقاعدہ ایک محکمہ ہوتا ہے اور متطوع کے لئے محکمہ اور دفتر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ادارہ احتساب کے اختیارات

اسلامی سیاسی فکر کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فقہاء کرام قوانین شرع کے ماہرین ائمہ نے الحسبہ کے اصطلاح کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تحت واضح کیا ہے کہ جب معاشرہ میں علی

(۱) اَیضا
(۲) اَیضا
(۳) اَیضا
(۴) اَیضا

الاعلان اچھائیاں ترک ہو جائیں اور لوگ کھلم کھلا برائیوں کا ارتکاب کرنے لگے تو ریاست بزور قوت اس رویے پر قابو پائے۔ اس کے لئے الحسبہ کی صورت میں محکمہ احتساب کی ضرور ہو گی تاکہ معاشرے میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو اور لوگوں میں اخلاقی قدریں اجاگر ہوں۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے نظام احتساب اور امربالمعروف اور نہی عن المنکر کا باقاعدہ محکمہ قائم فرمایا جبکہ حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ نے بھی اپنے عہد میں اس نظام کو مضبوط بنایا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز ؒ نے نظام احتساب کے حوالے سے ایک بار پھر حضرت عمر بن خطاب ؓ کی یاد تازہ کر دی۔ اموی ،عباسی اور بعد میں عثمانی خلفاء کے ادوار حتیٰ کہ سلاطین ہند کے دور میں بھی امر بالمعروف عن المنکر کانظام کسی نہ کسی صورت میں قائم رہا۔ محتسب کے دائرہ اختیار میں آنے والے امور میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کے معاملات شامل ہیں۔ محتسب خود باکردار اور شریف النفس اور بے داغ شخصیت کا حامل فرد ہو تاکہ وہ بلا امتیاز یہ کسی کا احتساب کر سکے۔ ذیل میں مختصراً مذہبی و دینی، معاشرتی و اخلاقی اور معاشی و اقتصادی تینوں سطح پر ادارہ احتساب کے دائرہ اختیار کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ احتساب کا محکمہ کن امور میں گرفت کرسکتا ہے اور اس کا دائرہ اختیار کیا ہے۔

ا۔مذہبی ودینی سطح پر انسداد کرپشن کااختیار

ا۔محتسب کو یہ اختیار حاصل ہے کہ از خود تحقیق و تفتیش کر کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق مقدمات پر کاروائی کرے۔(۱)

۲۔ترک فرائض پر لوگوں کو ادائیگی پر مجبور کرسکتا ہے کہ وہ ادا کرے جیسے نماز جمعہ وغیرہ۔(۲)

۳۔نماز با جماعت، اذان و اقامت یعنی شعائر اسلامی کے اجراء محتسب پر لازم ہے۔(۳)

۴۔اپنے وعظ و تقریر یا تحریر و تصنیف کے ذریعہ معاشرہ میں فساد اور شر پھیلانے والوں کا مواخذہ محتسب کرسکتا ہے۔(۴)

---

(۱)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص ۳۴۹، وأبو یعلی الفراء، الاحکام السلطانیہ، ص ۲۸۴

(۲)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص ۳۵۴، وأبو یعلی، الاحکام السلطانیہ، ص ۲۸۷

(۳)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص ۳۵٦، وأبو یعلی، الاحکام السلطانیہ، ص ۲۸۸

(۴)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳٦۲، وأبو یعلی، الاحکام السلطانیہ، ص ۲۹۳

۵۔محتسب کے دائرہ اختیار میں یہ بات بھی آتی ہے کہ وہ ایسی تحریر و تصنیف کو ممنوع قرار دے جو امت مسلمہ میں تفرقہ بازی کو ہوا دیں یا عوام میں شکوک و شبہات پیدا کر کے ان کے قلوب و اذہان کو معتدل دینی تعلیمات سے دور کرے یا بے حیائی اور فحاشی کے رجحان کو پیدا کریں۔[۱]

۶۔محتسب کے لئے ضروری ہے کہ جرم کے تحقیق میں اس شخص کے ذاتی نظریہ و فکر اور مسلک و مذہب کا لحاظ رکھتے ہوئے تعین کرے یعنی جو سزا مسلمانوں کے لئے مقرر ہے وہ ذمی کو نہیں دی جاسکتی، اقلیتوں کے حقوق اور قوانین کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔[۲]

۷۔شرعی معاملات میں محتسب متفق علیہ امور کی ترغیب اور اختلافی امور سے تعرض نہ کرنے کا پابند ہے۔[۳]

۲۔معاشرتی و اخلاقی سطح پر انسداد کرپشن کا اختیار

۸۔ناجائز تجاوزات، بوسیدہ عمارتوں کا انہدام، راستوں میں (کانوں کی تعمیر کو روکنا یہ سب محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔[۴]

۹۔بازاروں اور عام گذر گاہوں پر ناجائز عمارات بنانا اسی طرح ذاتی کاروبار کو فروغ دینے کے لیے فٹ پاتھ اور بازاروں میں کرسیاں، بینچ رکھ کر روکاوٹ کھڑی کرنا جو لوگوں کے لئے باعث آزار ہوں ان کے خلاف اقدامات اٹھانا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔[۵]

۱۰۔ہوٹلوں اور دکانوں میں کھانے پینے کی اشیاء سے متعلق حفظان صحت کے اصول کے مطابق تدابیر اختیار کرنا، روز مرہ کے اشیاء میں ملاوٹ کی روک تھام ماپ تول میں کمی پر قابو پانے کے لئے سزا دینا۔ محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔[۶]

---

[۱] ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۲

[۲] ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۴

[۳] ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۷

[۴] ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۷۲

[۵] ماوردي، الاحکام السلطانیہ، ص۳۷۲

[۶] حموی، ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ،(۱۹۰۶ء)، معجم الادباء، مطبع السعادۃ، قاہرہ،ابن خلدون، مقدمہ، ص۲۲۵،ج ۳، ص ۹۴

۱۱۔معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے حیائی اور فحاشی فسق و فجور کی روک تھام اور اس مقصد کے لئے نوجوان نسل میں شادی بیاہ کی ترغیب دینا اور شرعی امور پہ پابند کروانا بھی محتسب کے اختیار میں ہے۔(۱)

۱۲۔کھلے بندوں، سر عام منشیات کا استعمال اور اس سے متعلق دیگر خرابیوں کا مواخذہ کرنا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔(۲)

۱۳۔گداگری کا روک تھام اور روزگار کے مواقع کی فراہمی کے لئے حکمران سے سفارش بھی محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔(۳)

۱۴۔محض الزام اور سوء ظن سے محتسب مواخذہ نہیں کرسکتا۔(۴)

۱۵۔رفاہ عامہ کے امور کی نگرانی بھی محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔ جیسے بند نہر کو کھلوانا۔ مساجد کی تعمیر، سرحدی مقامات میں مسافروں کی سہولت کے لئے سرائے کی تعمیر وغیرہ۔(۵)

۱۶۔ہمسایوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنا اور عدم ادائیگی پر مواخذہ کرنا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔(۶)

۱۷۔عدالت اگر مقدمات میں بلا عذر تاخیر کرے یا قاضی اپنے فرائض سے کوتاہی برتے تو محتسب قاضی کو مقام و مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے اپنے فرائض منصبی کو بحسن خوبی انجام دینے کی تاکید کرسکتا ہے۔(۷)

---

(۱)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۷

(۲)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۴

(۳)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۱

(۴)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۰

(۵)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۵۷-۳۵۸

(۶)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۹-۳۷۰

(۷)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۷۱

۳۔معاشی و اقتصادی سطح پر انسداد کرپشن کا اختیار

۱۸۔ملکی معیشت اور تجارت کے تمام معاملات میں خرابیوں کو دور کرنے کا اختیار محتسب کو حاصل ہے۔ مثلاً چیزوں میں ملاوٹ کو روکنا، فراڈ، ہیرا پھیری اور دھوکہ دہی سے لوگوں کو باز رکھنا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔حدیث پاک ہے:

''مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي''(۱)

"جس کسی نے ملاوٹ کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

۱۹۔دھوکہ دہی سے نقصان دہ چیزوں کو فروخت کرنا جرم ہے اس پر سزا دینا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔(۲)

۲۰۔مارکیٹوں کی نگرانی اور مہنگائی پر کنٹرول کرنے کی ذمہ داری بھی تاریخ اسلام میں محتسب کی رہی ہے۔(۳)

۲۱۔ذخیرہ اندوزوں اور اشیاء خورد و نوش میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کارروائی اور مجرموں کو سزا دینے کا مکمل اختیار محتسب کو حاصل رہا ہے۔(۴)

۲۲۔محتسب جعلی کرنسی کے کاروبار کو روک سکتا ہے۔ اسلامی قانون کے ماہرین سے اسے مداخلت کی اجازت دی ہے۔(۵)

۲۳۔اشیاء خوردنی، دودھ گھی وغیرہ میں ملاوٹ کا انسداد اور مجرموں کو سزا دینا محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔(۶)

۲۴۔محتسب کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ناپ تول میں کمی اور پیمائش کم کرنے کی خرابی کا مکمل خاتمہ کرنا شامل ہے۔(۱)

---

(۱)مسلم، الصحیح، ج۱، ص۹۹، رقم:۱۰۲

(۲)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۷-۳۶۸

(۳)ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر،(۱۹۹۸ء)،البدایہ والنہایہ، دار الفکر، بیروت، لبنان۔ج۸، ص ۳

(۴)قلقشندی، أحمد بن علی بن أحمد،(س۔ن)، صبح الأعشی فی صناعۃ الإنشاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ج۱۱، ص۹۶

(۵)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۷-۳۶۸

(۶)أیضا، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۷

۲۵۔اوزان و پیمانوں میں جعل سازی اور ہیرہ پھیری ازروئے قرآن سخت ترین برائی ہے اسے لوگوں کو سخت ترین سزا دینا محتسب کا کام ہے۔(۲)

۲۶۔تمام پروفیشنلز خواہ ڈاکٹرز ہوں یا ٹیچرز، خواہ تجارت و کاروبار سے وابستہ ماہرین ہوں یا چھوٹے طبقہ جیسے لوہار دھوبی وغیرہ کی کڑی نگرانی کرنا، امانت دار پیشہ ور کی حوصلہ افزائی اور خائن پیشہ ور کی مذمت کرنا ایسے لوگوں کے کرتوں کو پبلک میں نے نقاب کرنا تاکہ لوگ ان کے دھوکہ دہی اور فراڈ سے محفوظ رہیں ادارہ احتساب کے دائرہ احتساب میں ہے۔(۳)

۲۷۔محض پیسہ بٹورنے کی خاطر عہدہ کام کی بجائے خراب کرنا ناقص اشیاء تیار کرنا قابل گرفت فعل ہے۔ محتسب کو اختیار ہے کہ اس کی خلاف اقدامات کرے الاحکام السلطانیہ میں ہے۔ اگر کوئی خاص پیشہ ور کام خراب کرنے کا عادی ہو جائے تو محتسب اس سے مواخذہ کرے۔ تاوان دلانے کی صورت ہو تو اگر اس شے کی قیمت محض اندازے پر موقوف ہے تو یہ کارروائی محتسب کے دائرے اختیار سے باہر ہے۔ اس کا اختیار صرف قاضی کو ہے۔ قیمت لگانے کی ضرورت نہ پڑے، بلکہ اس کی مثل شے دینا ہو کہ جس میں اجتہاد نزاع نہیں ہوتا تو محتسب کی کاروائی درست ہو گی کہ اس پر تاوان عائد کرے اور جرم کی سزا دے، کیونکہ محتسب کا کام حقوق کی نگہداشت کرنا اور تعدی پر سزا دینا ہے۔(۴)

۲۸۔مالک اگر ورکروں سے ان کی استطاعت سے زیادہ کام لے تو محتسب اسے مالکان کا مواخذہ کر سکتا ہے۔(۵)

۲۹۔مویشیوں اور جانوروں پر ظلم و ستم اور زیادہ بوجھ ڈالنے کی صورت میں ایسے مالکان کا مواخذہ بھی محتسب کے دائرہ اختیار میں ہے۔(۶)

---

(۱)ابن خلدون، مقدمہ، ص۲۲۵

(۲)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۶۸

(۳)ماوردی، الاحکام السلطانیہ،ص۳۷۰

(۴)ماوردی، الاحکام السلطانیہ،ص۳۷۰

(۵)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۷۰

(۶)ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۷۲

۳۰۔ٹرانسپورٹر اور کشتی بان وغیرہ اگر زیادہ کمائی کی لالچ میں سامان زیادہ لوڈ کرے جس سے حادثات کا خطرہ ہو تو محتسب اس کی ممانعت کا حکم دے سکتا ہے۔[۱]

۳۱۔محتسب اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں کرپشن کے خاتمے کے لئے ریاستی طاقت کا استعمال کر سکتا ہے۔[۲]

۳۲۔محتسب کو احتساب میں ابتداء سخت گیر نہیں ہونا چاہیے۔ سخت سے سخت حالات میں اپنے جذبات پر قابو پانے والا منتقم مزاج نہ ہو۔[۳]

۳۳۔تاریخ سے واضح ہے کہ مسلم حکمرانوں نے نظام احتساب کامعار بلند رکھااورعدل و انصاف کی روایات کو زندہ رکھا اور بلاامتیاز با اثر شخصیات کو بھی نہ چھوڑا۔[۴]

۳۴۔گواہ عادل نہ ہو تو محتسب مسترد کر سکتا ہے۔ تاریخ اسلام میں محتسب کے اختیار رکھنے والے قاضیوں، حکمرانوں تک کی گواہی کو غیر عادل کہہ کر مسترد کرتے رہے ہیں۔ جیسے مسلم سپین کے امیر عبد الرحمان الداخل کے بیٹے سعید الخیر کے کسی مقدمہ میں قاضی ابن بشیر نے امیر الحکم کی گواہی مسترد کر دی تھی۔[۵]

۳۵۔محتسب اگر اپنے فرائض منصبی سے غفلت کرے تو اس کا مواخذہ بھی کیا جاسکتا ہے۔[۶]

الغرض اگر محکمہ احتساب کو چوکنا کر دیا جائے تو عدل و انصاف کے قیام اور ظلم و ستم کے انسداد میں اس سے بڑھ کر کوئی ادارہ نہیں احتساب کا بنیادی مقصد بھی معاشرے کو ظلم و تعدی سے پاک کرکے امن کا گہوارہ بنانا ہے۔ اسی لئے اسلامی ریاست میں محتسب کو ظلم روکنے کا اختیار حاصل رہا ہے۔ کسی بھی معاشرے کو کرپشن اور بدعنوانی سے پاک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حکومتی سرپرستی میں کڑے احتساب کا مضبوط نظام رائج ہو۔ بعض اوقات امانتدار لوگ بھی کرپشن کی زد میں آجاتے ہیں اور یہ کوئی اچنبے کی بات نہیں کیونکہ فقہاء کرام نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے۔امام ماوردی نے لکھا ہے:

---

[۱] ماوردی، الاحکام السلطانیہ، ص۳۷۲

[۲] ماوردی، الاحکام السلطانیہ ص ۳۴۹، ابو یعلی الفراء،الاحکام السلطانیہ، ص ۲۸۴

[۳] ابن قیم، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر،(۱۹۵۳ء)،الطرق الحکمیہ، مطبع السنۃ المحمدیہ، قاہرہ، مصر۔ص ۲۳۸

[4] Administration of justice of Muslim Law, P 58, History of Medieral India, P 160.

[۵] مقری، نفح الطیب،ج ۲،ص۱۴۶-۱۴۸

[۶] مقدمہ ابن خلدون، ص ۲۲۵

''قد يخون الأمين ويغش الناصح''(۱)

''کبھی کبھار امانتدار آدمی سے بھی خیانت ہو جاتی ہے، اور کبھی خیر خواہ آدمی بھی دھوکہ دیتا ہے''

خلاصہ کلام:

اس وقت پاکستان کا ایک بڑا مسئلہ کرپشن ہے۔کرپشن سے معاشرے میں بے عملی ،بد اخلاقی ،بد عنوانی پھیلتی ہے جس سے معاشرے میں فساد پھیلتا ہے ۔قائد اعظم نے ۱۱ اگست ۱۹۴۷ کو فرمایا تھا کہ سب سے بڑا مسئلہ کرپشن اور رشوت ہے اسمبلی کو اس کے خاتمے کے لیے اقدامات کرنا ہوں گے یہ ضروری نہیں کہ کسی چھوٹے بڑے حکومتی اہلکار پر الزام لگے اور وہی قصور وار ٹھہرے بلکہ جو بھی کرپشن میں ملوث پایا جائے محکمہ احتساب کا کام پوری ایمانداری کے ساتھ اسے بے نقاب کرنا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں مملکت خداداد کے قیام کے بعد احتساب کی ضرورت محسوس ہوتی رہی لیکن ان پر باقاعدہ عمل جنوری ۱۹۸۳ء میں صدر پاکستان کی طرف سے محتسب اعلی آرڈیننس کے نفاذ سے ہوا۔ محتسب کے ادارے کا باقاعدہ قیام ۸ اگست ۱۹۸۳ء کو عمل میں آیا جو ۲۲ دسمبر ۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۴ء کے دستوری مسودات اور ۱۹۷۲ء کے عبوری آئین کی دفعہ ۲۷۶ اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے شیڈول چہارم کے خوابوں کی عملی تعبیر ہے۔ بنیادی طور پر احتساب کے ادارے کے قیام کا مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی روح کے مطابق معاشرے کو بد عنوانی اور کرپشن سے پاک کرنے کے لئے حکومت کی معاونت ہے۔ اس کے دائرہ اختیار میں حکومت اور اس کے اداروں کے خلاف افراد کی شکایت، ان پر ظلم و زیادتی کی تفتیش اور چھان بین انفرادی حقوق کی خلاف ورزی کی روک تھام، سرکاری ملازمین کے کام کا معائینہ اور ان کی بد انتظامی فرائض منصبی میں غفلت و کوتاہی پر مبنی معاملات کی نگرانی اور ان بے قاعدگیوں و بے ضابطگیوں کا مناسب طریقے سے ازالہ شامل ہے۔بعض لحاظ سے وفاقی محتسب کو اعلی عدالتوں سے بھی زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔

اس وقت من حیث القوم ہم مجموعی طور پر معاشرتی کرپشن اور بدعنوانی کے لپیٹ میں ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ ذاتی مفادات سے بالا تر ہو کر ہر طرح کی برائی کے انسداد کے آئینی اور قانونی طریقہ کو اپنایا جائے اور اسلامی عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق شفاف طریقے سے کرپشن اور بدعنوانی کے خاتمے کے لئے ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے بعض اوامر ونواہی کا تعلق تبلیغ،

---

(۱)ماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص ۴۰-۴۱

تذکیر اور وعظ و نصیحت کے ساتھ ہے جس پر عمل کرنا والدین، اساتذہ کرام، علماء وفضلاء اور معاشرے کے دیگر افراد پر واجب ہے جبکہ بعض اوامر و نواہی کا تعلق حکومت کی طاقت اور قوتِ نافذہ کے ساتھ ہے۔ جب تک اوامر و نواہی کے ان دونوں ذرائع کو موثر طریقے سے استعمال نہ کیا جائے معاشرے کا مکمل طور پر تزکیہ اور تطہیر ممکن نہیں۔ احتساب کا عمل محض سزا کے لیے ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس سے مقصود کرپشن اور بدعنوانی کو معاشرے میں کم سے کم درجہ تک لے جانا بھی ہو، اس کے لیے لازمی ہے کہ احتساب فوری، نتیجہ خیز، سبق آموز اور عبرت انگیز ہو۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ احتساب کا عمل آئین پاکستان کی روح کے مطابق بلا امتیاز جاری و ساری رہے اور اس میں چھوٹے بڑے کا امتیاز نہ ہو۔ تب جاکر ہمارا معاشرہ امن و سکون سے پنپ سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مصادر و مراجع

۱. اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، جامعہ پنجاب
۲. ابن الأخوۃ، محمد بن محمد بن احمد،(۱۹۳۸ء)،معالم القربۃ فی احکام الحسبۃ، قاہرہ، مصر
۳. بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل،(۱۹۸۷ء)،الصحیح، دار القلم، بیروت، لبنان۔
۴. تلمسانی،شہاب الدین أحمد بن محمد،(۱۹۹۷ء)،نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب، دار صادر، بیروت، لبنان
۵. ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام،(۱۹۹۷ء)، أحکام أہل الذمۃ، دار ابن حزم، بیروت، لبنان
۶. ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم،(س۔ن)، الحسبہ فی الاسلام، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
۷. حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبد اللہ،(۱۴۱۳ھ)، کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
۸. الجزری، ابو السعادات مبارک بن محمد الجزری، (۱۳۹۹ھ)، النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، المکتبہ العلمیہ، بیروت، لبنان
۹. ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمن بن علی،(۱۹۸۹ء)،منہاج القاصدین ومفید الطالبین، المنصورۃ، مکتبۃ فیاض، مصر
۱۰. ابن خلدون، عبدالرحمن بن خلدون،(۱۹۸۴ء)، تاریخ ابن خلدون، دار القلم، بیروت، لبنان
۱۱. ابن خلدون، عبدالرحمن بن، مقدمہ ابن خلدون،(۱۹۸۴ء)، دار القلم، بیروت، لبنان
۱۲. رازی، محمد بن عمر بن حسن بن حسین،(۲۰۰۰ء)، التفسیر الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
۱۳. ابن سلام، ابی عبدالقاسم بن سلام،(۱۹۸۸ء)، کتاب الأموال، دار الفکر، بیروت، لبنان
۱۴. سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر،(۱۴۲۵ھ)، تاریخ الخلفاء، مکتبہ نزار مصطفی، مکۃ المکرمۃ

۱۵. الشیرازی، عبدالرحم بن نصر، (۱۹۴۶ء)، نہایۃ الرتبہ فی احکام الحسبۃ، قاہرہ، مصر
۱۶. ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ، (۱۴۱۲ھ)، الاستیعاب، دار الجیل، بیروت، لبنان
۱۷. علاء الدین علی متقی، (۱۹۷۹ء)، کنز العمال، مؤسسہ الرسالۃ، بیروت، لبنان
۱۸. عمر بن محمد بن عوض السّنامی، (۱۹۸۶ء)، نصاب الاحتساب، مکتبہ الطالب، مکۃ المکرمۃ، السعودیۃ
۱۹. عینی، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد، (۱۹۷۹ء)، عمدۃ القاری، دار الفکر، بیروت، لبنان
۲۰. غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، (س۔ن)، إحیاء علوم الدین، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان
۲۱. الفراء، القاضی أبو یعلی، محمد بن الحسین بن محمد، (۱۴۲۱ھ)، الاحکام السلطانیہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان
۲۲. کاشفی، حسین واعظ، (۱۳۰۸ھ)، اخلاق محسنی، طبع میر زاد ابراہیم تاجر شیرازی، ممبئی
۲۳. ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، (۱۹۹۸ء)، البدایہ والنھایہ، دار الفکر، بیروت، لبنان
۲۴. قلقشندی، أحمد بن علی بن أحمد، (س۔ن)، صبح الأعشی فی صناعۃ الإنشاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
۲۵. ابن قیم، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر، (۱۹۵۳ء)، الطرق الحکمیہ، مطع السنۃ المحمدیہ، قاہرہ، مصر
۲۶. ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، (۱۹۸۳ء)، الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ، مطبع السنۃ المحمدیہ، قاہرہ
۲۷. ماوردی، أبو الحسن علی بن محمد، (۱۹۹۹ء)، الاحکام السلطانیہ فی الولایۃ الدینیۃ، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان
۲۸. محمد عبدہ، محمد رشید بن علی رضا بن محمد، (۱۹۹۰ء)، تفسیر المنار، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، مصر
۲۹. مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج، (س۔ن)، الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان
۳۰. محمد المبارک، (۱۹۶۷ء)، الدولۃ ونظام الحسبۃ عند ابن تیمیۃ، دار الفکر، دمشق، شام
۳۱. مفتاحی، ظفیر الدین، (س۔ن)، اسلام کا نظام امن، اعظم گڑھ، انڈیا
۳۲. ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک حمیری، (۱۴۱۱ھ)، السیرۃ النبویۃ، دار الجیل، بیروت، لبنان
۳۳. یعقوبی، أحمد بن أبی یعقوب بن جعفر، (۱۳۷۹ھ)، تاریخ الیعقوبی، مکتبہ دار صادر، بیروت، لبنان
۳۴. یاقوت حموی، ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ، (۱۹۰۶ء)، معجم الادباء، مطبع السعادۃ، قاہرہ
35. Patrick Huges Thomas, (1964), A Dictionary of Islam, Lahore, Pakistan